اسلامی نظام ملکی بقاء کا ضامن

تحریر:- مولانا ابوبکر فاروقی۔ فیصل آباد

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور اسے ایک عالمگیر مذہب ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔ کسی بھی مملکت کے تمام تر امور کی انجام دہی ماسوائے اسلام کے کسی دوسرے قانون و مذہب کی دسترس میں نہیں ہے۔ یہ محض دعویٰ نہیں بلکہ وہ حقیقت ہے کہ جسے جھٹلانا شمس و قمر کی رعنائیوں کا انکار کرنے کے مترادف ہے۔ اسی نظریہ کے پیش نظر ضرورت ہے کہ اسلام کے نام پر حاصل کئے جانے والے خطہ ارض پاکستان میں بھی یہی قانون اسلام رائج ہو۔ کیونکہ پاکستان کا قیام اس طویل جدوجہد کا ثمر ہے۔ جو مسلمانان برصغیر نے اپنے علیحدہ قومی تشخص کی حفاظت کے لئے کی تھی۔ یہ صرف الگ وطن کے حصول کا مطالبہ نہ تھا بلکہ اپنی تہذیب و مذہب کی ترویج و نفاذ کا خواب تھا۔ یہ صرف ہندو معاشرت کی غلامی سے آزادی کی سعی نہ تھی۔ بلکہ اسلامی تمدن و معاشرہ کے قیام کا سپنا تھا۔ اگرچہ ہندو مسلمانوں کے قیمتی تہذیبی اور ثقافتی ورثے کو مسخ کرنے کے ناپاک عزائم رکھتے تھے اور مسلمان قائدین امت مسلمہ کو ثابت قدمی اور علیحدہ قومی و ثقافتی تشخص کی حفاظت کی تلقین کرتے تھے۔ لیکن درحقیقت مسلمانان برصغیر کے دل اسلام کی حلاوت سے معمور ہو چکے تھے اور وہ الگ وطن اور اس میں نفاذ اسلام کے خواہاں تھے۔ مسلمانوں نے اس خواب کی تعبیر کے حصول کے لئے قربانیوں کی وہ لازوال داستانیں رقم کیں کہ صفحات تاریخ ان کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ کتنے ہی والدین نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے جگر گوشوں کی قربانی دی۔ کتنی ہی بہنوں نے اپنی عزت کی تار تار چادر کی اوٹ سے نظریہ اسلام کی جھلک دیکھی۔ کتنے ہی معصوم بچوں نے نیزوں کی انیوں پر موت کا رقص کیا اور کتنے ہی نوجوانوں نے اپنی جوانیوں کا نذرانہ پیش کیا۔ ان کا مقصد کیا تھا؟ ان کی منزل کیا تھی؟ ان کی خواہش کیا تھی؟ ان کی تمنا کیا تھی؟

ان تمام قربانیوں کا مقصد ایک تھا۔ منزل ایک تھی کہ ''اسلام کا نفاذ'' ہو۔ آج پاکستان زندگی کی چون منزلیں طے کر چکا ہے۔ لیکن وہ تمام خواہشات اور امیدیں جو قیام پاکستان سے وابستہ تھیں۔ دم توڑتی نظر آتی ہیں۔ آزاد فضاء سے غلامی کی بو آرہی ہے۔ چین' سکون' امن و سلامتی کا فقدان نظر آرہا ہے۔ فحاشی و عریانی کا سیل رواں موجزن ہے۔ فرقہ واریت کا زہر معاشرے کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکا ہے۔ کبھی مارشل لاء کے روپ میں نفاذ اسلام کے خواب کو چکنا چور کر دیا گیا۔ تو کبھی شریعت بل کے نام پر بھولی بھالی عوام کو اسلام کی حقانیت سے دور کیا گیا۔ اصلاح کرنے والوں کا پس زنداں جانا اس ''ٹوپی ڈرامہ'' کی حقیقت کو آشکار کر گیا ہے۔ اسلام کو کبھی طول اقتدار کے لئے استعمال کیا گیا اور کبھی قوم کی نظروں میں ''ہیرو'' بننے کے لئے استعمال کیا گیا۔ دوسرے لفظوں میں ذاتیات کو اسلامیات پر ترجیح دینا اس بات کی بین دلیل ہے کہ اغیار اور ان کے ایجنٹ کبھی بھی اسلام کی حقیقی تصویر عوام کے سامنے لانے کی سعی نہیں کریں گے اور اس چمن کی خوشبو سے محرومی ہمیشہ کے لئے ہمارے مقدر کا نصیب کرنے کے لئے کوشاں ہیں یعنی اس خواب کی تعبیر حقیقی مظاہر نظر نہیں آرہی۔ آزاد فضاء سے غلامی کی بو آرہی ہے۔ کلچر اور تہذیب کے نام پر فحاشی' عریانی کا سیل رواں موجزن ہے۔ ہندوؤں کی رسوم و رواج ہمارے اسلام کے نام لیوا حکمرانوں کی زیر سرپرستی اپنے قدم جما چکی ہیں۔ اسلام دشمن چہرے ہمارے آئیڈیل بن چکے ہیں۔ دشمنوں سے دوستی اور دوستوں سے نظر التفات ملاحان پاکستان کا شیوہ بن چکا ہے۔ حکمران لاکھوں کشمیری مسلمانوں کے قاتل' بے شمار بہنوں' بیٹیوں کی عصمت کے ڈاکو ''بھارت'' کے ساتھ تعلقات کی راہ ہموار کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ دو قومی نظریہ کے مخالف اور کائنات کے عظیم منافق کی بانہوں میں بانہیں ڈال کر اظہار مسرت نظام' اسلام کی عملاً تنقید کے ساتھ کھلا مذاق تو نہیں

کیا جارہا ہے ؟ بغل میں چھری منہ میں رام رام کے مترادف رویہ ہمارے امراء المومنین کا بن چکا ہے کہ ایک طرف نعرہ اسلام بلند کر رہے ہیں اور دوسری طرف قرآنی احکام اور تعلیمات نبوی ﷺ کی صراحتاً خلاف ورزی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

تو اب جہاں نظریہ پاکستان "لا الہ الااللہ" کی تنفیذ کا مرحلہ باقی ہے۔ وہاں الجھے ہوئے مسائل کی گتھیوں کو سلجھانا بھی ہے۔ لیکن الجھنیں کون سی کم ہیں۔ کہیں سیاسی میدان میں سیاستدانوں کا "روایتی ناچ" کیا الجھنیں ہے تو کہیں حکمرانوں کی ناعاقبت اندیشیوں کا تسلسل ایک الجھن ہے اور کہیں اپوزیشن اور حلیف جماعتوں کا گرگٹ کر طرح رنگ بدلنا ایک الجھن ہے تو کہیں قوم کے معماروں کا فرائض منصبی سے لاعلم ہونا ایک الجھن ہے۔ اس طرح مذہبی سٹیج پر جاہلوں کا قبضہ ایک الجھن ہے تو اسلام کے نام پر حکمرانوں کا وطیرہ بھی ایک الجھن ہے کہ ہمارے حکمران عوام کی نظریں اسلام سے ہٹاکر ایسے امور کی طرف لے جانا چاہتے ہیں کہ جو عوام کو ایک آنکھ بھی نہیں بھاتے۔ شری واجپائی کے آمد کو ہی لیجئے کیا یہ کروڑوں مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کا سبب بنی یا ان کے زخموں پر نمک پاشی کا موجب بنی۔

اہل عقل ودانش اس بات سے آگاہ ہیں کہ غلیظ کافر کے ساتھ خوش گپیاں کس حد تک ملکی مفاد کے لئے بہترین رہیں ؟

بقول شاعر۔

غیر سے دوستی کرو لیکن
پہلے کچھ روز آزما لینا

ان حالات میں نظام اسلام کا نفاذ کیونکر ممکن ہے ؟ ایک ایسا سوال ہے جواب بھی ارباب عقل ودانش سے جواب کا منتظر ہے۔ لیکن بعض لوگ حالات کے بھنور کی تلخیوں سے تنگ پا ہو کر نفاذ اسلام کو ایسا سہانا خواب قرار دیتے ہیں کہ جس کی تعبیر ناممکن ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ضمیر کا مجرم سب سے بڑا مجرم ہوا کرتا ہے۔ ضمیر کا چابک' ضمیر کا تازیانہ بہت دردناک ہوتا ہے۔ جب انسان کا ضمیر سوجاتا ہے تو اس میں سے انسانیت ختم ہوجاتی ہے۔ ضمیر کی آواز کے دب جانے کا مطلب کیا ہے ؟ تمام انسانی اقدار کا گلا گھونٹ دینا ہاں! جب فرد سے جو معاشرے کی اکائی اور خشت کا درجہ رکھتا ہے۔ انسانیت ختم ہوجائے تو پھر اس کا وجود نہ صرف معاشرے کے لئے ناسور ہے بلکہ خود اس کے لئے بھی باعث رسوائی ہے۔ اب دیکھئے انسانیت اور ضمیر کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے اور انسان میں انسانیت پیدا کرنے اور ضمیر کو صیقل اور بیدار کرنے کا سہرا مذہب کی جانب لوٹتا ہے اور اسلام وہ مذہب وحید ہے۔ جو ضمیر اور انسانیت کا داعی ہے۔ لیکن جو آج ہمارے معاشرے میں انہی دو چیزوں کا فقدان ہے۔ اگر یہ دونوں چیزیں ایک عام فرد سے لے کر حکمران تک سب میں پیدا ہوجائیں تو معاشرہ و ملک اسلامک رولز کا نظارہ پیش کرسکت ہیں گویا کہ نظام اسلام کا نفاذ ناممکن ہے اور اگر آج اس کا نفاذ ہوجائے تو نہ صرف تحریک پاکستان کے شہدا کی قربانیاں رنگ لائیں گی۔ بلکہ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت ونصرت کے حقدار ٹھہر سکتے ہیں لیکن اب یکبارگی نفاذ اسلام کا انقلاب دیرپا ثامت نہیں ہوسکتا۔

لہٰذا اسلام کے ہی اصول تدریج کے پیش نظر چند بنیادی اور اہم امور کی انجام دہی سے اسلامی نظام کے نفاذ کی منزل آسان ہوجائے گی اور پاکستان حقیقت میں اسلامی مملکت کا روپ دھار سکتا ہے۔

(۱) اسلامی معاشی نظام کی فوری تنفیذ

معیشت کسی بھی ملک میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور معیشت پر ہی ملک کی فلاح وترقی کا انحصار ہے۔ جبکہ پاکستان میں معیشت پر سود حاوی ہے اور سودی معیشت پورے ملک میں اپنی جڑیں وسیع کر چکی ہے۔ حالانکہ سود کی حرمت اظہر من الشمس ہے۔ اسی لئے سود پر مبنی کاروبار اور معیشت نہ صرف دنیا و آخرت میں سے اسلام کی عظمت محبت اور شیفتگی زائل کردیتی ہے۔ تو اس وقت ملک کی نازک صورت حال میں ضروری ہے کہ اسلام پسندی کا عملی ثبوت دیا جائے اور اسلامی معاشی نظام کی تقید کو ممکن بنایا جائے کیونکہ اس سے حلال روزی کمانے کے ذرائع میسر ہوں گے اور حرام ذرائع آمدن کی بیخ کنی ہوسکے گی۔ تو جب افراد قوم کی رگوں میں حلال کمائی سے بنا ہوا خون گردش کرے گا تو وہی خون نہ صرف محبت اسلام سے مخمور ہوگا بلکہ اس کی تڑپ اسلامی نظام کے نفاذ کی آئینہ دار ہوگی۔

(۲) نظام حکومت کی اصلاح

کسی بھی مملکت کی صحت وسقم کا انحصار اس کے نظام حکومت پر ہوتا ہے اور آج پاکستان میں نظام حکومت اس قدر اپنے نقوش بگاڑ چکا ہے کہ یہاں سے کوئی قانون نہیں بلکہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کی عملی تصویر نظر آرہی ہے۔ منصب حکومت کی ذمہ داری سمجھنے کی بجائے آباء واجداد کی جاگیر گردانا جاتا ہے تو ضرورت اس امر کی ہے کہ صواحب حکومت بلند بانگ دعوے کرنے کی بجائے مملکت خداداد کے خدوخال اس سیرۃ النبی ﷺ سے اخذ کریں

اور غیر مسلم طاقتوں کے سامنے سر بسجود ہونے کے بجائے نظام خلافت کے نقوش کو ابھارنے کی سعی کریں کہ جس کے سامنے دنیائے عالم کی منہ زور طاقتیں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائیں۔

(۳) نصاب تعلیم میں توازن

تعلیم انسان کو انسانیت کی معراج تک پہنچا دیتی ہے۔ جبکہ تعلیم سے دوری اسے تحت الثریٰ کی گہرائیوں میں دھکیل دیتی ہے۔ اسی لئے کسی بھی ملک کی ترقی اس کے تعلیم یافتہ افراد پر انحصار کرتی ہے اور اس ملک کا نظام تعلیم ایک سانچہ ہے۔ جس میں افرد کو ڈھالا جاتا ہے۔ نظام تعلیم ہمیشہ قومی امنگوں کا مظہر ہوتا ہے۔ اس نظام تعلیم اساتذہ، طلباء، درسی کتب اور ذرائع ابلاغ سب ایک ہی مقصد کی تکمیل کے لئے کام کرتے ہیں۔ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے تو پاکستان کے نظام تعلیم کو اس قابل ہونا چاہئے کہ وہ ایسے شہری تیار کرے۔ جو حکومت کے ہر شعبہ میں اس مملکت کے نظریاتی تقاضوں کو پورا کر سکیں۔ ہمارے نصاب تعلیم میں یہ بنیادی نقص ہے کہ جن ایمانیات، عقائد اور اخلاقیات پر ہماری تہذیب واخلاق کی ساری بنیاد قائم ہے۔ یہ تعلیم ان کو تقویت پہنچانے کی بجائے الٹا کمزور کرتی ہے۔ ہمارا نصاب تعلیم اور نظام تعلیم غیر کے ہاتھوں کا کھلونا بن چکے ہیں اور پاکستانی تجاہل عارفانہ کے نشے میں مست طوعاو کرہا اسی نصاب اور نظام کو قبول کئے ہوئے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارا نصاب تعلیم ایسے لوگ تیار کریں جو اسلام شناس اور مذہب پسندی کے جذبہ سے سرشار ہوں اور تعلیمات اسلامیہ سے واقفیت رکھتے ہوں اور پھر حکومتی ایوان اس قدیم اور جدید علوم کے اس حسین امتزاج کو حصہ مملکت بنائیں اس سے نہ صرف قوم میں خود اعتمادی پیدا ہو سکتی ہے۔ بلکہ نوجوانوں کی ایک ایسی کھیپ تیار ہوگی جو اسلامی روایات اور تہذیب سے محبت کرتی ہوگی اور یہ تعلیم یافتہ نوجوان وطن عزیز میں نفاذ اسلام کیلئے کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں۔

(۴) ذرائع ابلاغ کی تطہیر

ذرائع ابلاغ اس جدید دور میں ایک اہم تعلیمی ادارہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبارات اور رسائل وغیرہ عوام کی تعلیم وتربیت میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ ذرائع ابلاغ جس ذہن کے لوگوں کے ہاتھوں میں ہوں گے۔ اسی قسم کی عوام کی تربیت ہوگی۔

اسلام کے نظام کے عملاً نفاذ کے لئے ذرائع ابلاغ کی تطہیر از حد ضروری ہے کہ ہمارے ذرائع ابلاغ فحاشی، عریانی، بے حیائی، بداخلاقی، لادینیت، جرائم اور قانونیت کی بجائے "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کا فریضہ منصبی سرانجام دیں۔ ذرائع ابلاغ کی تطہیر سے عام معاشرہ کی اسلامی اطوار پر اخلاقی ذہن سازی نہایت ہی آسان ہو جائے گی اور یہی چیز نفاذ اسلام کی منزل کو قریب تر کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔

(۵) عوام الناس کی صحیح راہنمائی اور ذہن سازی

لوگوں کے عام طبقہ کی حالت زار کسی سے مخفی نہیں ہے۔ اکثریت ناخواندہ اور ہر سبز باغ دکھانے والے کی تقلید کو لازم سمجھتی ہے۔ ایسی صورتحال میں ضروری ہے کہ عوام الناس کی صحیح طور پر راہنمائی کے لئے ان کی وسیع پیمانے پر ذہن سازی کی جائے اور اس سلسلہ میں تمام تر ممکنہ سرکاری اور غیر سرکاری وسائل کو بروئے کار لایا جائے۔ تاکہ پاکستان کا اکثریتی حصہ اسلامی تعلیمات کی کم از کم بنیادی جزئیات سے نابلد نہ رہے۔ ایسے ہی ضروری ہے کہ عوام الناس کو فرقہ وارانہ کتب، کیسٹ اور دوسرے لٹریچر کی بجائے، اسلام فہمی اور اسلام شناسی پر مشتمل لٹریچر سے نہایت ہی سرعت کے ساتھ متعارف کروایا جائے تاکہ وہ بھی اسلام کی تعلیمات سے آشنا ہوں۔ اس مقصد کے لئے ارباب اقتدار کی توجہ نہایت ضروری ہے۔ تاکہ وہ خواب شرمندہ تعبیر ہو سکے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ ملک بر صغیر کے مسلمانون کو ایک تحفے، ایک احسان اور ایک آزمائش کے طور پر دیا ہے۔

لیکن آج علماء کرام کی بکثریت نے فرقہ واریت کو ہوا دینا اپنا نصب العین سمجھ لیا ہے اور عوام کو چرب لسانی کے زور پر حق وباطل کے مابین تمیز کرنے والی حس کو بیدار نہ ہونے دینا اپنا مقصد اولین قرار دے دیا ہے۔ کہیں تقلید شخصی کے نام پر اطاعت مصطفی ﷺ سے دوری کی سازشوں کا جال بچھایا جاتا ہے تو کہیں تفسیر قرآن کے نام پر مفاہیم ومطالب قرآن کی پردہ پوشی کی جاتی ہے۔ کہیں دورہ حدیث کے نام پر سنت مصطفوی سے لاتعلقی کا ڈھنگ سکھایا جاتا ہے۔ تو کہیں حکمرانوں کی چاپلوسی کے ذریعہ منصب عالیہ پر تفویض کو اپنا مشن سمجھا جاتا ہے۔

(۶) احساس ذمہ داری کی بیداری

ہر فرد اپنا یہ نظر دقیق جائزہ لے کہ وہ اسلام کا مطالبہ کرتا ہے تو کیا وہ خود اپنے مختصر جسم پر اسلام نافذ کر چکا ہے۔ کیا اس کے تمام مقالات زندگی اور معمولات روزمرہ اسلام کے مطابق ہیں؟ اگر نہیں تو بھلا ظلم میں رہ کر

روشنی کی جستجو کرنے والا کیسے منور ہو سکتا ہے۔ جب تک وہ خود اس کی طرف پیش قدمی نہیں کرتا۔ آج ہر فرد کے دل سے احساس ذمہ داری ختم ہو چکا ہے۔ مساجد میں اذانیں ہوتی ہیں۔ مگر رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی۔ ان اذانوں سے نہ ہی ایوان باطل میں لرزہ طاری ہوتا ہے اور نہ ہی مسلم کے دل کی بنجر زمین شاد ہوتی ہے۔ چمن انسانیت سے اخلاقی اقدار کو ختم کر دینا شعلوں کو ہوائیں دینے کے مترادف ہے اور شعلوں کو ہوائیں دینے والا ساون اسلام کی توقع کیسے کر سکتا ہے۔ تو ضروری ہے کہ پاکستانی قوم خواب غفلت سے جاگے اور اس کا احساس ذمہ داری بیدار ہو اور ہر فرد اسلام کے بنیادی عقائد سے واقف ہو۔ علم دین سے کسی حد تک آگاہ ہو اور اسی دین کی نشر و اشاعت کے جذبہ سے سرشار ہو اور اسلام کے مطابق عمل کرنے کا عزم مصمم کرے۔

(۷) علماء کرام تاریخی کردار ادا کریں

علماء انبیاء کرامؑ کے وارث ہوتے ہیں اس لحاظ سے ان کی ذمہ داریاں اور بھی بڑھ جاتی ہیں کہ وہ لوگوں کو ہر قسم کی غلاظتوں سے پاک و خالص اسلام پہنچائیں او مساجد سے فرقہ ورانہ تشدد پر مبنی فتاویٰ کے بجائے علم و عرفان کے پرنور موتیوں کی بارش ہو۔ بلاشبہ یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ علماء کرام اپنا قبلہ درست کر لیں اور عوام کو صحیح فیض پہنچائیں۔ تو کوئی بعید نہیں کہ عوام کے اندر بھی نفاذ اسلام کے جذبہ ابھرے تو ضروری ہے۔ حکمرانوں کے لئے وہ فرقہ واریت کو ختم کرنے کے لئے دہشت گردی کے خاتمہ' نفرتوں کے سدباب کے لئے امن و سلامتی کے لئے' اخوت و اتحاد کیلئے علماء کرام کو اعتماد میں لے کر ہر وہ اقدام کریں جس سے مذہب کے نام پر انسانوں کے خون کی ندیاں بہانے والوں کی بیخ کنی ہو سکے اور ہر پاکستانی در در کی ٹھوکریں کھانے کی بجائے صرف اللہ تعالیٰ کے دروازے کا فقیر بننے کو سعادت مندی سمجھے اور چھوٹی چھوٹی ندیوں اور نہروں سے مستفید ہونے کی بجائے براہ راست چشمہ محمدی ﷺ سے سیراب ہو تاکہ اس کی دینی اور دنیاوی تشنگیاں دور ہو سکیں۔

خلاصہ بحث

پاکستان میں نظام اسلام کا نفاذ قطعاً ناممکن نہیں ہے۔ بلکہ یہ خواب حقیقت کا روپ دھار سکتا ہے۔ بشرطیکہ بلند بانگ دعوؤں' خالی خولی نعروں کی بجائے عملی زندگی کی تعمیر ہو اور کوئی بارش کا پہلا قطرہ بننے کی جرأت کرے پھر موسلادھار نہ صرف ظاہری و باطنی غلاظتوں کو نفاستوں میں بدل دے گی۔ بلکہ چمن وطن اپنی تمام تر رعنائیوں اور حسن فطرتی کے ساتھ لہلہائے گا اور نفاذ اسلام کی برکات الٰہیہ سے پاکستان نہ صرف خود کفیل و ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شمار ہوگا۔ بلکہ اغیار کے پنجہ استبداد سے حقیقی آزادی حاصل کرلے گا اور صحیح معنوں میں اسلام کا قلعہ کہلوانے کا حق دار ہوگا۔

طلبہ جامعہ سلفیہ کے میٹرک کے نتائج

جامعہ سلفیہ جہاں دینی علوم سے قوم کی متاع عزیز نوجوانان ملت کو بہرہ مند کر رہا ہے۔ وہاں اس کبھی بھی عصری تقاضوں کو فراموش نہیں کیا۔ پروفیسر حضرات کو میٹرک' ایف اے اور بی اے کی تیاری کرواتے ہیں۔ طلبہ جامعہ نے ہمیشہ نمایاں پوزیشن میں کامیابی حاصل کی ہے۔ جنکی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

نام طالب علم		حاصل کردہ نمبر
1- طارق محمود	ثانیہ ثانوی (ب)	560
2- عثمان محمود	ثانیہ ثانوی (ب)	553
3- محمد زبیر	ثانیہ عالی	538
4- محمد احمد	ثانیہ عالی	537
5- محمد اسحاق عامر		525
6- عدنان احمد	رابعہ ثانوی	518
7- محمد بلال	ثالثہ ثانوی (ب)	513
8- سیف اللہ	ثالثہ عالی	494
9- عبدالرزاق	ثانیہ ثانوی (الف)	492
10- محمد افضل شاکر	اولیٰ عالی	465
11- عبدالصبور	رابعہ ثانوی	487
12- محمد راشد	رابعہ ثانوی	460
13- محمد نوید	ثانیہ ثانوی (ب)	450
14- محمد آصف	اولیٰ عالی	445
15- سجاد احمد	ثانیہ ثانوی (ب)	437
16- محمد جمیل عباسی	(خارج)	436
17- عبداللہ اکبر	ثانیہ ثانوی (الف)	431
18- حق نواز	ثالثہ ثانوی (الف)	420
19- طاہر مجید	ثالثہ ثانوی (ب)	386
20- عابد حسین	ثالثہ ثانوی (الف)	362
21- محمد حسن	رابعہ ثانوی	360

مندرجہ بالا طلبہ میٹرک کے امتحان میں کامیاب ہوئے۔ چند طلبہ کی ضمنی آئی ہے۔ ادارہ کامیاب طلبہ کو مبارکباد دیتا ہے۔

ضمنی والے طلبہ

1- علی شیر حیدری	اولیٰ اعلیٰ	460
2- علی حیدر	رابعہ ثانوی	336
3- عطاء الرحمٰن	ثالثہ ثانوی (ب)	
4- احسان الٰہی	رابعہ ثانوی	
5- نثار احمد	ثانیہ ثانوی (ب)	
6- محمد قاسم	ثالثہ ثانوی (ب)	357
7- ثناء اللہ مدنی	ثالثہ ثانوی (ب)	
8- ارشاد الحسن	ثالثہ ثانوی (الف)	
9- محمد سلمان	(خارج)	